Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: September 30, 2026

Class Conflict in Shaukat Siddiqui's Novel Khuda Ki Basti

شوکت صدیقی کے ناول ''خدا کی بستی'' میں طبقاتی کشمکش

Muhammad Younas
Ph.D. Scholar, Department of Urdu, The Imperial College of Business Studies, Lahore

Dr. Javed Iqbal Javed
Associate Professor & Head, Department of Urdu, The Imperial College of Business Studies, Lahore, Pakistan
Email: hodurdu@imperial.edu.pk

Abstract

This study examines the theme of class conflict in Shaukat Siddiqui's *Khuda Ki Basti*, one of the most significant social realist novels in Urdu literature. The novel presents a realistic portrayal of post-independence Pakistani society, exposing the widening gap between the privileged and the underprivileged classes. It highlights how poverty, unemployment, corruption, exploitation, and unequal access to education and justice creates deep social divisions. Through the experiences of marginalized characters, Siddiqui demonstrates that economic inequality not only deprives individuals of material resources but also undermines their dignity, morality, and opportunities for social mobility. The study employs a qualitative and textual analytical approach, drawing on Marxist literary criticism to explore the relationship between economic structures and social oppression. It argues that class conflict in *Khuda Ki Basti* is manifested through the exploitation of labour, gender-based discrimination, child exploitation, and institutional corruption, all of which reinforce the dominance of the ruling class over the poor. Furthermore, the novel reveals how structural inequalities shape human relationships and limit the prospects of justice and equality.

Keywords: Class Conflict, Shaukat Siddiqui, *Khuda Ki Basti*, Marxist Criticism, Social Realism, Economic Inequality, Urdu Novel, Social Justice, Poverty, Unemployment, Corruption, Exploitation

شوکت صدیقی کے معروف ناول **"خدا کی بستی "** میں طبقاتی کشمکش کے موضوع کا تنقیدی اور تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ یہ ناول اردو ادب میں سماجی حقیقت نگاری کا ایک اہم شاہکار ہے، جس میں قیامِ پاکستان کے بعد کے معاشرتی، معاشی اور سیاسی حالات کی نہایت حقیقت پسندانہ عکاسی کی گئی ہے۔ ناول میں امیر اور غریب طبقے کے درمیان بڑھتی ہوئی خلیج، غربت، بے روزگاری، بدعنوانی، استحصال، طبقاتی ناہمواری اور تعلیم و انصاف تک غیر مساوی رسائی جیسے مسائل کو مؤثر انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ شوکت صدیقی نے حاشیے پر زندگی بسر کرنے والے کرداروں کے ذریعے واضح کیا ہے کہ معاشی عدم مساوات نہ صرف انسان کو بنیادی ضروریاتِ زندگی سے محروم کرتی ہے بلکہ اس کے وقار، اخلاقی اقدار اور سماجی ترقی کے امکانات کو بھی شدید متاثر کرتی ہے۔ اس تحقیق میں معیاری اور متنی تجزیاتی

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
September 30, 2026

طریقۂ کار اختیار کرتے ہوئے مارکسی ادبی تنقید کی روشنی میں ناول میں موجود طبقاتی تضادات، مزدوروں کے استحصال، صنفی امتیاز، بچوں کے استحصال، ادارہ جاتی بدعنوانی اور حکمران طبقے کی بالادستی کا جائزہ لیا گیا ہے۔ تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ **"خدا کی بستی "** صرف ایک ادبی تخلیق نہیں بلکہ پاکستانی معاشرے کے استحصالی طبقاتی نظام کی ایک مؤثر سماجی دستاویز بھی ہے، جو سماجی انصاف، مساوات، انسانی وقار اور طبقاتی شعور کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے ایک منصفانہ اور مساوی معاشرے کی تشکیل کی ضرورت پر زور دیتی ہے۔

"آکسفورڈ انگلش ڈکشنری کے مطابق طبقہ کے لغوی معنی درج ذیل ہیں پرت، تہہ کسی چیز کی تہوں میں سے ایک تہہ (مثلاً زمین کی پرت، پہاڑ کی تہہ)۔ سماجی، معاشی یا پیشہ ورانہ بنیاد پر لوگوں کی ایک گروہ بندی (جیسے متوسط طبقہ، مزدور طبقہ)۔ دور یا زمانہ زمین کی تاریخ کے لحاظ سے وقت کا ایک طے شدہ حصہ (جیالوجی میں "طبقات" زمین کی تہوں کے دور کو ظاہر کرتے ہیں)۔ ایک قسم یا درجہ کا گروہ کسی خاص معیار یا خصوصیت کے حامل افراد یا اشیا کا گروہ (مثلاً عمر کے لحاظ سے طبقہ یہ لفظ عربی سے اردو میں آیا ہے اور اس کا بنیادی مفہوم "تہہ در تہہ چیزوں کی ترتیب" سے ہے، جو بعد میں سماجی درجہ بندی کے معنوں میں بھی استعمال ہونے لگا سے متعلق ہے"Class struggle" آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق "طبقاتی کشمکش" کا تصور۔:

"طبقاتی کشمکش" معاشرے کے مختلف اقتصادی اور سماجی طبقات (خصوصاً سرمایہ دار اور مزدور طبقات) کے درمیان مفادات، حقوق اور وسائل کے حصول کے لیے تاریخی اور مسلسل تنازع یا جدوجہد کو کہتے ہیں۔ یہ تصور خاص طور پر کارل مارکس اور فریڈرک اینگلز کی سماجی و اقتصادی نظریہ سازی سے وابستہ ہے، جو سرمایہ دارانہ نظام میں پیدا ہونے والی عدم مساوات اور استحصال کو ظاہر کرتا ہے۔"(1)

مارکسی نظریے (Marxism) کی بنیاد کارل مارکس (Karl Marx) کے نزدیک تاریخ ان طبقات کے درمیان کشمکش سے تشکیل پاتی ہے۔ جو پیداواری وسائل پر کنٹرول رکھتے ہیں (حاکم طبقہ) اور وہ طبقہ جو محنت فروخت کرتا ہے (محنت کش طبقہ)۔ وسائل کی تقسیم پے کشمکش اجرتوں، کام کے اوقات، ملکیت اور سیاسی طاقت جیسے مسائل پر مرکوز ہوتی ہے تاریخی عمل سے مارکس نے دلیل دی کہ طبقاتی کشمکش سماجی تبدیلی کا بنیادی محرک ہے، جو بالآخر سرمایہ داری کے خاتمے اور ایک طبقاتی معاشرے (اشتراکیت) کے قیام پر منتج ہوگی:

"نفسیاتی اصطلاح میں باطنی کشمکش کسی فرد کے اندرونی جذبات، خواہشات، یا اخلاقی اقدار کے درمیان تضاد اور تناؤ کی حالت ہے۔ ضمیر کی کشمکش صحیح اور غلط کے درمیان فیصلہ climax rivalry کرنے کی مشکل ذہنی کشمکش ، کہانی یا ڈرامے میں ہیرو اور ولن یا دو مخالف خیالات کے درمیان ٹکراؤ کی انتہا۔ اصطلاحی طور پر کشمکش کا مطلب ہے مخالف قوتوں، افکار یا مفادات کے درمیان شدید اور گہرا تضاد یا ٹکراؤ، چاہے وہ اندرونی ہو یا بیرونی۔ کشمکش لغوی معنی: عربی میں "کَشْمَکَش" (نزاع، جھگڑا، کشیدگی)۔ فارسی و اردو میں بھی اسی معنی میں رائج ہے۔ اصطلاحی معنی: کسی قسم کی جدوجہد، تنازعہ، مخالفت، ذہنی یا عملی تصادم/ ٹکراؤ۔"(2)۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
September 30, 2026

کیمبرج ڈکشنری کے مطابق "طبقاتی کشمکش کی تعریف کچھ یوں ہے اس تعریف کے مطابق طبقاتی کشمکش کے بنیادی مباحث درج ذیل ہیں سرمایہ دارانہ نظام میں معاشرہ بنیادی طور پر دو طبقوں میں بٹ جاتا ہے طبقاتی تقسیم کی نوعیت وہ لوگ جو محنت کرتے ہیں لیکن پیداواری وسائل (فیکٹریاں، زمین، مشینری) پر ان کا قبضہ نہیں (Proletariat) Bourgeoisie پروجیریا مارکسزم کے مطابق، سرمایہ دار محنت کش کی محنت سے اضافی قدر:

۰" یہ تقسیم محض معاشی نہیں بلکہ سماجی، سیاسی اور ثقافتی اثرات بھی رکھتی ہے تاریخ غلام آقا، جاگیردار تاریخ کا محرک قوت مارکسزم میں طبقاتی کشمکش کو تاریخی تبدیلی کا بنیادی محرک قرار دیا گیا ہے۔"۰، سرمایہ دار اور مزدور کے درمیان کشمکش سے تشکیل پاتی ہے"(3)

"مارکسزم طبقاتی کشمکش لازماً ایک اشتراکی انقلاب تک پہنچے گی، جہاں محنت کش طبقہ حکمران بنے گا اور طبقاتی تقسیم ختم ہو جائے گی۔ اصلاح پسند نقطہ نظر طبقاتی کشمکش کو جمہوری اور اصلاحی طریقوں سے حل کیا جا سکتا ہے (مثلاً سماجی بہبود، اجرتوں میں اضافہ، بہتر قوانین)۔ آج کے دور میں طبقاتی کشمکش محض "مزدور بمقابلہ سرمایہ دار" تک محدود نہیں۔" جدید تناظر میں طبقاتی کشمکش ۔ نئے طبقے جیسے "درمیانہ طبقہ (Middle Class) ""انتظامی طبقہ (Managerial " Class) اور پریکیریٹ "عالمی سطح پر ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کے درمیان استحصال بھی جدید طبقاتی کشمکش کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ (Precariat) نے بحث کو پیچیدہ بنایا ہے:

"جدید مفکرین جیسے انتونیو گرامشی (Cultural Hegemony) "ثقافتی و سمبولی کشمکش کے مطابق تاریخ ان قوتوں کے درمیان ایک مسلسل کشمکش ہے جو معاشرے کے "ذہن" پر قبضہ کرنا چاہتی ہیں۔ تاریخ کا مطالعہ کرتے وقت ہمیں صرف سیاسی واقعات کو نہیں دیکھنا چاہیے، بلکہ ان پوشیدہ ثقافتی پیغامات کو سمجھنا چاہیے جو کسی خاص دور میں اقتدار کو جائز قرار دینے کے لیے استعمال کیے گئے۔ طبقاتی کشمکش صرف معاشی میدان تک محدود نہیں بلکہ ثقافتی تسلط کے خلاف بھی ہے حکمران طبقہ اپنے نظریات اقدار اور ثقافت کو غالب بنا کر محنت کش طبقے کو ذہنی طور پر مطیع بناتا ہے۔ حکمران طبقہ اپنے نظریات، اقدار اور ثقافت کو غالب بنا کر محنت کش طبقے کو ذہنی طور پر مطیع بناتا ہے۔"(4)

شوکت صدیقی نے اپنے ناول "خدا کی بستی" میں معاشرتی طبقاتی تقسیم اور محروم طبقات کے کرداروں کو نمایاں کیا ہے۔ اس کے کردار ظاہری طور پر معاشرتی اعتبار سے معزز نظر آتے ہیں، لیکن ان کی ذاتی زندگی دکھ اور مشکلات سے بھری ہوتی ہے۔ کئی بار یہ لوگ ایسے حالات میں رہنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ انہیں انسانی عزت و احترام کے بجائے کمتر سمجھا جاتا ہے، اور ہسپتال یا دیگر سہولیات بھی صرف اس لیے دستیاب ہوتی ہیں کہ ان کا کوئی نہ جاننے والا موجود نہ ہو۔ شوکت صدیقی کے ناول "خدا کی بستی" میں مرکزی کردار معاشرتی ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں۔ مصنف نے انسانی تصور کو بالکل واضح انداز میں پیش کیا ہے:

"ایک طرف استحصالی طبقہ اور دوسری طرف استحصالی زدہ، یعنی ظالم اور مظلوم۔ یہ فرق نسل در نسل برقرار رہتا ہے، جہاں دولت، زمین اور وسائل صرف امیروں، جاگیرداروں، سرمایہ داروں اور بڑے چوروں کے پاس ہوتے ہیں، جبکہ غریب اور مجبور طبقے کے لوگ فاقہ کشی اور محرومی کی زندگی گزارتے ہیں۔ غربت کی کوکھ

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
September 30, 2026

سے مجرم انسان ابھرتا ہے اور سزا کے مراحل سے گزرتا ہے، لیکن سماجی نابرابری کا نظام برقرار رہتا ہے، جس کی وجہ سے طبقاتی فرق روزگار اور تقدیر کا مستقل حصہ بن جاتا ہے۔"(5)

شوکت صدیقی نے خواص اور عوام کے درمیان زندگی کے تفاوت کو بڑی مہارت سے پیش کیا ہے۔ خواص کی نسلیں عموماً باوقار اور محفوظ ماحول میں پیدا ہوتی ہیں، جبکہ عام لوگ فاقہ کشی، بیماری، سخت محنت اور سماجی ظلم کا سامنا کرتے ہیں۔ یہی طبقاتی فرق انسانی تقدیر اور کردار کی شکل دیتا ہے، جہاں بعض لوگ تعلیم و ترقی کے مواقع حاصل کر پاتے ہیں اور بعض اپنی روزمرہ کی مشکلات میں دبے رہ جاتے ہیں۔ ناول میں نوشا اور راجہ جیسے کردار اس طبقاتی تضاد کی عکاسی کرتے ہیں:

"نوشا کمزور طبقے سے تعلق رکھتا ہے اور جبر و محرومی کی زندگی جیتا ہے، جبکہ راجہ کا طبقاتی مقام اسے دیگر لوگوں سے ممتاز کرتا ہے۔ اس تضاد کی وجہ سے انسانی تعلقات میں رکاوٹیں آتی ہیں، چاہے وہ دوستی ہو یا محبت۔ نوشا پروفیسر کے فلسفے کی ضد میں آگیا لیکن طبقاتی تعصب کے سبب نادرا اور وہ یکساں نہ ہو سکے، اور آخر کار اسے اپنی تقدیر کے سائے کے ساتھ جینا پڑا۔ شوکت صدیقی نے اپنے ناولوں میں انسانی طبقاتی کشمکش، جنسی اور صنفی تفریق کو بے باکی سے پیش کیا ہے۔ ان کے نسوانی کردار مردانہ برتری کے نظام کے نرغے میں ہوتے ہیں اور وہ معاشرتی جکڑبندیوں کا شکار نظر آتے ہیں۔ عورتیں اکثر بے بس، محدود اور مظلوم ہوتی ہیں، مگر اپنی ذات کی آزادی کی تلاش میں جدوجہد کرتی ہیں۔ شوکت صدیقی نے اس بات کو واضح کیا ہے کہ معاشرتی اور مذہبی طبقاتی فرق انسانی زندگی کی خوبصورتی اور مساوات کو محدود کر دیتا ہے، اور انسان کی طاقت اور محبت کے احساسات بھی انہی حدود میں قید رہ جاتے ہیں۔"(6)

شوکت صدیقی نے اس ناول میں جرائم اور تشدد کے ماحول کو دکھاتے ہوئے مظلوم عوام کی بے چارگی اور بے بسی کو واضح کیا ہے۔ اس سلسلے میں معاشرے کے دو طبقے خاص طور پر ابھر کر سامنے آئے ہیں: ایک طرف غریب و مفلس بچوں کا طبقہ اور دوسری طرف خواتین کا طبقہ۔ ناول نگار نے نوشا، راجہ، شامی، انور جیسے بچوں کے کرداروں کے ذریعے پاکستانی معاشرے میں استحصال کا شکار خاندانوں کی اجتماعی کیفیت کو عکس میں پیش کیا ہے۔ یہ بچے بھوک، افلاس اور تنگ دستی کے مارے ہوئے ہیں، جنہیں نہ والدین کی محبت ملی، نہ بنیادی حقوق کی کوئی توجہ دی گئی۔ نہ انہیں مدرسے کی تعلیم ملی، نہ والدین کی مناسب تربیت میسر ہو سکی۔ ہوش سنبھالتے ہی نہ صرف اپنی بلکہ اپنے خاندان کی ذمہ داریاں اٹھا لیتے ہیں۔ یہی مظلومیت ہے کہ نہ والدین اور نہ حکومت ایسے اقدامات کرتی ہے جن سے معاشرے کے عام لوگوں کو زندگی کے بنیادی حقوق میسر آ سکیں۔ شوکت صدیقی نے یہ بات واضح کی ہے کہ جن معاشروں میں عوام کی بنیادی ضروریات کا انتظام نہیں ہوتا، وہاں لوگ نوشا، راجہ، شامی اور انور جیسی زندگی گزارتے ہیں۔ شوکت صدیقی ایک گفتگو میں ان بچوں کا تعارف کرواتے ہوئے کہتے ہیں:

"خدا کی بستی جو میرا ناول ہے وہ خالص سماجی حقیقت نگاری ہے۔ بنیادی بات جو تھی وہ اس کے تین کردار تھے۔ تین بچے جو جدوجہد کر رہے تھے۔ بہتر زندگی گزارنے کی اور معاشرہ جو تھا ان کو وہ حالات میسر نہیں کر رہا تھا وہ علم حاصل کرنا چاہتے تھے مگر علم حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ وہ محنت سے اپنی روزی کمانا چاہتے تھے یہ نہیں کما سکتے تھے۔ معاشرے نے ان کو مجرم بنا دیا تھا۔"(7)

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
September 30, 2026

نوشا اور انور یتیم بھائی تھے جو کرائے کے گھر میں ایک ماں اور بہن کے ساتھ رہتے تھے۔ ماں بیڑیاں بنا کر فروخت کرتی تھی اور نوشا آٹو ورک شاپ میں کام سیکھنے جاتا تھا۔ اس خاندان کی روزی کا واحد ذریعہ یہی دونوں تھے۔ افلاس اور غربت کا یہ عالم تھا کہ اگر نوشا شام کو پیسے لے کر نہ آتا تو ماں ناراض ہو کر کھانا نہیں دیتی تھی۔ راجہ بھی ایک بے سہارا بچہ تھا جو دن بھر گلیوں میں بھٹکتا رہتا تھا اور ایک کوڑھی والے کی ریڑھی کھینچتا تھا۔ شامی اپنے باپ کے ساتھ دکان پر بیٹھتا تھا، جو بہت سخت مزاج تھا اور معمولی غلطی پر بھی اسے مارتا تھا۔ انور (انو) بھی ایک چھوٹا، غریب بچہ ہے، جو نوشا کا چھوٹا بھائی ہے۔ ابھی وہ کام کرنے کے قابل نہیں ہے اور لاوارثوں کی طرح زندگی گزارتا ہے۔ ماں کی وفات کے بعد وہ در در کی ٹھوکریں کھاتا ہے، ہیجڑوں کے ساتھ رہنے لگتا ہے اور آخر کار خود ہیجڑا بن جاتا ہے۔ یہ ان بچوں کی مظلوم زندگی کے ابتدائی دنوں کی تصویر ہے۔ یہ بچے ایک ایسے ماحول کے ہیں جہاں مثبت رویوں کو فروغ دینے کی بجائے ہر طرف دھوکا، فریب اور دوسروں کا استحصال ہی نظر آتا ہے۔ نوشا کا مالک مکان نیاز، جو کباڑیہ ہے، اس معصوم بچے کو ورک شاپ سے پرزے چوری کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور پھر اسے مجبور کرتا ہے۔ نوشا ایک بزدل اور ڈرپوک بچہ ہے، جو اس کے ڈر اور دھمکیوں کے سامنے رضامند ہو جاتا ہے:

"نیاز نے اس دفعہ زور دے کر پوچھا، تو پھر کیا ارادہ ہے؟" نوشا سہما ہوا تھا۔ کہنے لگا۔ "کہیں مستری جی کو پتا چل گیا تو میری شامت آجائے گی۔" نیاز اپنے ڈھب پر لانے کے لئے اسے پھسلانے لگا، ابے جب اس سالے کو پتا لگے تب، بس ذرا ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ دیکھ میں تجھے ترکیب بتاؤں، اس نے پرزے چرانے کے نوشا کو کئی طریقے بتائے۔ پھر بھی نوشا کسی طرح آمادہ نہ ہوا۔ لیکن نیاز نے اپنے پھندے سے نکلنے نہ دیا۔ نوشا جانے لگا تو اس نے جیب سے ایک روپیہ نکال کر دیا۔ مسکرا کر بولا۔ لے آج میری طرف سے جا کر فلم دیکھ۔ نوشا روپیہ لینے میں ہچر مچر کرنے لگا تو نیاز نے اصرار کر کے اس کی جیب میں ڈال دیا۔ زیادہ ضد نہیں کرتے۔ میرے کہنے پر چلے گا تو عیش کرے گا۔ نوشا نے اس کی باتیں خاموشی سے سنیں اور شرمایا ہوا سا دکان سے باہر چلا گیا۔" (8)

آٹو ورک شاپ کا مالک بھی ایک سخت اور ظالم آدمی تھا، جو معمولی غلطی پر مزدوروں کو سخت سزا دیتا تھا۔ نوشا بہت ڈرپوک اور گھبرا گھبرا کر رہنے والا لڑکا تھا۔ نیاز کے اکسانے پر وہ ورک شاپ سے پرزے چوری کرنے لگا۔ جب عبداللہ مستری کو یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے پہلے خود نوشا کو بہت مارا، پھر اسے پولیس کے حوالے کر دیا:

"عبداللہ شکار پر جھپٹنے والے تیندوے کی طرح آہستہ آہستہ چلتا ہوا قریب آیا اور اس کے منہ پر زوردار تھپڑ مارا۔ چپ! سالے آواز نکلی تو یہیں دفن کر دوں گا۔ نوشا کو سانپ سونگھ گیا۔ اس نے چوں تک نہ کی۔ عبداللہ نے اس کے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں اس طرح آپس میں پھنسائیں کہ انگلیاں ہتھیلیوں کے اندر ہی رہیں۔ اس کے بعد اس نے نوشا کو اٹھا کر میخ پر لٹکا دیا اور عین اس کے تلوؤں کے نیچے فرش پر دو میخیں گاڑ دیں جن کے نکیلے سرے اوپر ابھرے ہوئے تھے۔" (9)

شوکت صدیقی کے شہرۂ آفاق ناول **"خدا کی بستی"** میں طبقاتی کشمکش کا مطالعہ اس حقیقت کو منکشف کرتا ہے کہ یہ ناول محض ایک ادبی تخلیق نہیں بلکہ پاکستانی معاشرے کے تہہ در تہہ معاشی، سماجی اور سیاسی تضادات کا ایسا زندہ اور معتبر بیانیہ ہے جو اپنے عہد کے اجتماعی شعور کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے۔ اس ارٹیکل مطالعے

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
September 30, 2026

سے واضح ہوتا ہے کہ شوکت صدیقی نے غیر معمولی بصیرت، فنی ریاضت اور حقیقت نگارانہ اسلوب کے ذریعے معاشرے میں راسخ طبقاتی تقسیم، معاشی استحصال، غربت، بے روزگاری، بدعنوانی، طاقت کی غیر منصفانہ تقسیم اور انسانی وقار کی پامالی کو اس شدت اور صداقت کے ساتھ پیش کیا ہے کہ قاری خود کو اس استحصالی سماجی منظر نامے کا عینی شاہد محسوس کرتا ہے۔ ناول کے کردار کسی فردِ واحد کی داستان نہیں بلکہ محروم، محکوم اور پسے ہوئے طبقے کی اجتماعی نفسیات، شکستہ آرزوؤں اور مسلسل جدوجہد کی علامت بن کر سامنے آتے ہیں۔ معاشی وسائل اور اقتدار پر بالادست طبقے کی اجارہ داری ہی سماجی ناہمواری، طبقاتی استبداد اور انسانی استحصال کی بنیادی علت ہے، جس کے باعث کمزور طبقات نہ صرف بنیادی انسانی حقوق بلکہ تعلیم، روزگار، انصاف اور باوقار زندگی کے امکانات سے بھی محروم رہ جاتے ہیں۔ مارکسی تنقید کے تناظر میں یہ امر بھی آشکار ہوتا ہے کہ **"خدا کی بستی "** میں طبقاتی کشمکش محض سرمایہ اور محنت کے تصادم تک محدود نہیں بلکہ یہ اقتدار، سماجی شناخت، انسانی وقار، تہذیبی شعور اور وجودی بقا کی ایک ہمہ گیر کشمکش کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ شوکت صدیقی نے اپنے بے مثال فنی شعور اور گہری سماجی بصیرت کے ذریعے استحصالی قوتوں کے چہرے سے نقاب اٹھاتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ جب تک معاشرے میں معاشی عدل، سماجی مساوات اور انسانی وقار کو بنیادی اقدار کے طور پر تسلیم نہیں کیا جاتا، اس وقت تک طبقاتی جبر، استحصالی نظام اور سماجی ناانصافی کا خاتمہ ممکن نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ **"خدا کی بستی "** اردو ادب میں محض ایک کامیاب حقیقت نگار ناول نہیں بلکہ ایک عہد ساز سماجی دستاویز، فکری منشور اور انسانی ضمیر کی بیداری کا استعارہ بن کر سامنے آتا ہے شوکت صدیقی نے اپنے تخلیقی کمال، فکری ژرف نگاہی اور عصری شعور کے ذریعے طبقاتی کشمکش کو اس درجہ مؤثر، بلیغ اور فنی وقار کے ساتھ پیش کیا ہے کہ یہ ناول نہ صرف قاری کے ذہن میں سماجی شعور کی نئی جہات وا کرتا ہے بلکہ اسے ایک ایسے معاشرے کا خواب بھی عطا کرتا ہے جہاں انصاف، مساوات، انسانی حرمت اور اجتماعی فلاح محض تصورات نہیں بلکہ عملی حقیقت کی صورت اختیار کر چکے ہوں۔

حوالہ جات

1. جونیتھن کروتھر، آکسفورڈ ایڈوانسڈ لرنرز ڈکشنری، آکسفورڈ، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، 1995، ص:204
2. ایضاً، ص:204
3. کیمبرج ایڈوانسڈ لرنرز ڈکشنری، کیمبرج یونیورسٹی پریس، 2003ء، ص:215
4. https://www.perplexity.ai/search/jdyd-mfkhryn-jysy-ntwnyw-grmsh-yTospK7gRzawy17rVvpRW
5. شوکت صدیقی، خدا کی بستی، کراچی، کتاب پبلیشرز فنی ۲۰۰ء، ص:۲۵۱
6. ایضاً، ص:400
7. Encyclopedia of American (vol: 8) Corot to Desdemona Grolier incorporated- ,1986, P: 216
8. مشتاق احمد وانی، ڈاکٹر، قیام پاکستان کے بعد اردو ناول میں تہذیبی بحران، دہلی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۷ء، ص:۱۶
9. شوکت صدیقی، خدا کی بستی، کراچی، کتاب پبلی کیشنز، ۲۰۱۵ء، ص:۳۳

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 9 | September 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
September 30, 2026
.10